نام کتاب ______ اجتماعیت اور بیعت کی اساس

طبع اوّل (اپریل 2003ء) ____ 1000

زیرِ اہتمام ______ تنظیمِ اسلامی حلقۂ سندھ زیریں

قیمت ______ -/5 روپے

کراچی میں لائبریریز اور مکتبہ جات کے پتے

1- قرآن اکیڈمی ' خیابان راحت' درخشاں ' فیز 6 ' ڈیفنس فون: 23-5340022

2- 11- داؤد منزل' نزد فریسکو سوئیٹ' آرام باغ فون: 2620496-2216586

3- حق اسکوائر 'عقب اشفاق میموریل ہسپتال 'بلاک 13-C' گلشنِ اقبال فون :65-4993464

4- قرآن مرکز' نزد مسجد طیّبہ' سیکٹر 35/A, زمان ٹاؤن ' کورنگی نمبر 4

5- فلیٹ نمبر 2، محمدی منزل' بلاک ''K''، نارتھ ناظم آباد فون: 6674474

6- C-113، مادام اپارٹمنٹس، شاہراہِ فیصل' نزد چھوٹا گیٹ' ایئر پورٹ 'فون: 4591442

7- قرآن اکیڈمی یٰسین آباد ، فیڈرل بی ایریا بلاک 9

8- متصل محمدی آٹوز، اسلام چوک، سیکٹر 11½ ، اورنگی ٹاؤن فون: 66901440

9- رضوان سوسائٹی بس اسٹاپ، یونیورسٹی روڈ۔ فون: 8143055

تنظیمِ اسلامی کے تعارف کے لئے مطالعہ فرمایئے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی کتاب

تنظیمِ اسلامی کا امتیازی محل و مقام

اجتماعیت اور بیعت کی اہمیت

☆ تمہیدی باتیں :

1 - اسلام دین ہے محض مذہب نہیں ۔

2 - اسلام پر بحیثیتِ دین عمل کے لئے انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی میں بھی اللہ کے احکامات کا نفاذ یعنی اقامتِ دین لازمی ہے۔

3 - یہ ایک عالمگیر حقیقت (Universal Truth) ہے کہ دنیا میں کوئی بھی نتیجہ خیز کام، خواہ منفی ہو یا مثبت، بغیر اجتماعیت قائم کیے ممکن نہیں۔ اسی طرح اگر اسلام پر بحیثیتِ دین عمل کے لئے اقامتِ دین لازمی ہے تو اس کے لئے جدوجہد بھی ایک اجتماعیت کے قیام کی متقاضی ہے۔

☆اسلام میں اجتماعیت کی اہمیت :

دینِ اسلام میں اہم امورِ زندگی اور شعائرِ دینی کی ادائیگی کے لئے اجتماعیت اختیار کرنے کی انتہائی تاکید کی گئی ہے، مثلاً:

1- سفر کے حوالے سے ہدایت ہے کہ :

اِذَا خَرَجَ ثَلاَثَةٌ فِی سَفَرٍ فَلْیُؤَ مِّرُوْا اَحَدَهُمْ (ابو داؤد)

جب تم میں سے تین افراد سفر پر نکلیں تو چاہیئے کہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں

2- تمام ارکانِ اسلام یعنی نماز ، روزہ ،اموالِ ظاہرہ پر زکوٰۃ اور حج کی ادائیگی اجتماعی نظم کے تحت ہوتی ہے۔

3- نمازِ جمعہ اور عیدین کی ادائیگی بغیر اجتماعیت کے ممکن نہیں۔

☆ اجتماعیت کی اہمیت قرآنِ حکیم کی روشنی میں:

قرآنِ حکیم ،انفرادی واجتماعی، ہر سطح پرعمل کے لئے اجتماعیت اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے:

1 - انفرادی زندگی میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کے لئے صادقین کی صحبت سے استفادہ ضروری ہے ۔(التوبہ :119)

اگر آدمی اکیلے زندگی بسر کر رہا ہے تو کون اُس کی اصلاح کرے گا؟ جماعتی زندگی کی یہ برکت ہے کہ ساتھی خامیوں کی اصلاح کرتے رہتے ہیں اور اس طرح انسان کا تزکیہ ہوتا رہتا ہے ۔ (صادقین کی وضاحت الحجرات : 15)

2 - دوسروں کو اللہ کی بندگی کی دعوت دینے کے حوالے سے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''چاہیئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو خیر کی طرف بلائے ،نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور یہ ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں''۔ (آلِ عمران :104)

(خیر کی وضاحت کے لئے ملاحظہ فرمایئے النحل :30)

3 - سورۃ العصر میں حق کی تلقین وتاکید کرنے کے لئے تواصی کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ہیں مل جل کر اور اہتمام کے ساتھ حق کی تبلیغ کرنا۔

(سب سے بڑا حق ہے اللہ کی زمین پر اللہ کے احکامات کا نفاذ یعنی اقامتِ دین)

4 - اقامتِ دین کی جدو جہد کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اللہ ایسے بندوں سے محبت فرماتا ہے جو اس کے دین کے غلبے کے لئے جنگ کریں مگر اس طرح منظّم ہو کر گویا کہ وہ ہوں سیسہ پلائی ہوئی دیوار''۔ (الصّف :4)

5 - سورۃ المائدہ رکوع 4 میں بیان کیا گیا کہ اللہ کے دو جلیل القدر رسول حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ باوجود شدید خواہش کے دین غالب نہ کر سکے کیوں کہ قوم نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ گویا بغیر اجتماعیت کے دین کے غلبے کی جدوجہد کامیاب نہیں ہوسکتی۔

☆ اجتماعیت کی اہمیت احادیث کی روشنی میں :

1 - عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَاِیَّاکُمْ وَالْفِرْقَةِ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ مَعَ الْوَاحِدِ وَھُوَ مِنَ الْاِثْنَیْنِ اَبْعَدُ مَنْ اَرَادَ بِحَبْوحَةِ الْجَنَّةِ فَلْیُلْزِمِ الْجَمَاعَةِ (ترمذی)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ”تم پر جماعت کا التزام کرنا لازم ہے اور یہ کہ جدا ہونے سے بچو۔ پس بے شک شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے نسبتاً زیادہ دور ہوتا ہے۔ جو کوئی جنت کی خوشبو (کے حصول) کا طلب گار ہو پس وہ جماعت کے ساتھ جڑا رہے۔

2 - عَنِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ اِلَی النَّارِ (الجامع الصغیر)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ بے شک اللہ کے رسولؐ نے فرمایا جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے جو کوئی جماعت سے علیحدہ ہوا، وہ علیحدہ کر دیا گیا جہنم کی طرف۔

3 - عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ثَلَاثٌ لَایَغِلُّ عَلَیْھِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰہِ وَمُنَاصَحَةُ وُلَاةِ الْاَمْرِ وَ لُزُوْمُ الْجَمَاعَةِ فَاِنَّ دَعْوَتُھُمْ تُحِیْطُ مِنْ وَّرَآئِھِمْ (ترمذی ، ابو داؤد)

حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسولؐ سے سنا کہ تین باتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے ایک مسلمان کا دل نفاق میں مبتلا نہیں ہوتا، عمل کا خالصتاً اللہ کے لئے ہونا، ذمہ دار حضرات کے ساتھ خیر خواہی و وفاداری کرنا اور جماعت کے ساتھ چمٹے رہنا کہ بے شک جماعت والوں کی دعائیں اسے محفوظ رکھتی ہیں۔

4-عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الشَّيْطٰنَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَا خُذُ الشَّا ةَ الْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ وَاِيَّاكُمْ وَالشِّعَابِ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ (مسند احمد)

حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ؐ نے فرمایا کہ بے شک شیطان انسان کے لئے اسی طرح کا بھیڑیا ہے جیسے بکریوں کے لئے بھیڑیا ہوتا ہے۔ وہ ایسی بکری کو پکڑتا ہے جو ریوڑ سے دور ہوتی ہے یا کنارے کنارے چلتی ہے۔تم بچو پہاڑ کی گھاٹیوں (یعنی گمراہی) سے اور جماعت اور عوام کے ساتھ رہو۔

مندرجہ بالا احادیث میں مسلمانوں کو الجماعۃ کے ساتھ رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ الجماعۃ سے مُراد پوری کی پوری اُمت مسلمہ ہے جبکہ وہ ایک امیر کی قیادت میں متحد ہو۔ البتہ بحالتِ موجودہ دنیا میں الجماعۃ موجود ہی نہیں اور مسلمان مختلف قومیتوں میں بٹے ہوئے ہیں ۔ لہذا اس صورتِ حال میں مندرجہ بالا احادیث پر عمل کا طریقہ یہ ہے کہ ایسی جماعت میں شامل ہوا جائے جو پھر سے الجماعۃ قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

☆ اجتماعیت کی اساس :

	1- دستوری	2- شخصی بیعت کی بنیاد پر
i - مقصد:	حقوق کا حصول/ اصلاح جس کا احساس بیک وقت لوگوں کو ہوتا ہے۔	اہم دینی ذمہ داری جس سے لوگ غافل ہوتے ہیں۔
ii - نظم :	ڈھیلا	مضبوط
iii -سند :	قرآن/ حدیث/ سلف صالحین کی روایات سے کوئی ثبوت نہیں	منصوص/ مسنون/ ماثور معقول عقلی و منطقی

☆ اجتماعیت کے لئے بیعت کی اساس منصوص ہے:

اجتماعیت کے لئے بیعت کی اساس منصوص ہے یعنی اس اساس کے لئے قرآن وحدیث میں واضح دلائل موجود ہیں۔

◄ قرآنِ حکیم سے دلائل :

1- سورۃ التوبہ آیت :**111** میں فرمایا گیا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی جانیں اور مال خرید لئے ہیں جنت کے عوض۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، قتل کرتے ہیں (کافروں کو) اور قتل کئے جاتے ہیں۔ یہ (جنت کا) کا وعدہ اللہ کے ذمہ ہے تورات، انجیل اور قرآن میں۔ اور اللہ سے بڑھ کر کون وعدے کو پورا کرنے والا ہے۔ پس خوشیاں مناؤ اس سودے پر جو تم نے اللہ کے ساتھ کیا اور یہی ہے شاندار کامیابی''۔

اس آیت میں اُس سودے کا ذکر ہے جو ایک شخص کلمہ طیبہ پڑھ کر اللہ کے ساتھ کرتا ہے۔ اس سودے کے لئے بیع کا لفظ آیا ہے جس سے لفظ بیعت بنا ہے۔ یہ بیع اللہ کے ساتھ ہے لیکن اس کے لئے بیعت (Hand Shake) اللہ کے رسول ؐ کے ساتھ اور ان کے بعد کسی اُمتی کے ساتھ ہوگی۔ اس طرح سے بیعت کرنے والوں کی صفات اگلی آیت میں بیان کی گئی ہیں :

'' وہ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، دنیوی لذتوں کو ترک کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔

2- سورۃ الفتح آیت :**10** میں بیعتِ رضوان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا:

''بے شک جو لوگ (اے نبی ؐ) آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں وہ دراصل

اللہ کے ساتھ بیعت کررہے ہیں۔ان کے ہاتھوں کے اُوپر اللہ کا ہاتھ ہے''۔

اسی سورۃ کی آیت: **18** میں مزید فرمایا گیا:

''اللہ راضی ہوگیا ان مومنوں سے جو (اے نبیؐ) آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے''۔

3- سورۃ الصّف آیت: **9** میں اللہ کے دین کے غلبہ کو نبی اکرمؐ کا مقصدِ بعثت قرار دیا گیا۔اس سورۃ کی بقیہ آیات میں مختلف اسالیب سے اہلِ ایمان کو غلبۂ دین کی جدوجہد میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔آخری آیت میں وضاحت فرمادی گئی ہے کہ نصرتِ دین کے لئے جماعت کس طرح بنے گی:

'' اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے مددگار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریمؑ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ کون ہے میرا مددگار اللہ کے لئے''۔

شخصی بیعت کے طریقہ کار میں بھی ایک اللہ کا بندہ، اللہ کی یعنی اس کے دین کی نصرت کے لئے آواز لگاتا ہے''مَنْ اَنْصَارِی اِلَی اللّٰہِ'' اور جن لوگوں کو اللہ کے اس بندے پر اعتماد اور اس کے اختیار کردہ طریقہ کار پر اطمینان ہوتا ہے، وہ اس کی پکار پر لبیک کہہ کر جماعت کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

4 - سورۃ التغابن آیت: **16** میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''پس اللہ کی نافرمانی سے بچو اپنی امکانی حد تک اور سنو اور اطاعت کرو''۔اس آیت پر عمل اسی وقت ممکن ہے جبکہ کوئی ہمارا امیر ہو اور ہم اُس کا حکم سنیں اور پھر اُسے بجالائیں۔صحابہ کرامؓ نبی اکرمؐ کا حکم سن کر اطاعت کرتے تھے۔خلافتِ راشدہ کے دور میں امارت کا منصب خلفاء کو حاصل تھا۔لیکن خلافت کے خاتمہ کے بعد اس حکم پر عمل کی ایک ہی صورت ہے کہ احیائے خلافت کے لئے کوشش کرنے والی جماعت کے امیر کے حکم کو سنا اور مانا جائے۔

5- واقعاتِ قرآنی جن میں سمع وطاعت کے نظم کو نمایاں کیا گیا ہے :

* سورۃ البقرۃ رکوع 32- 33 میں حضرت طالوت کی جالوت کے ساتھ جنگ کا تذکرہ ہے۔ حضرت طالوت نے نظم کے اعتبار سے اپنے لشکر کا جائزہ لیا۔ انھوں نے اپنے ساتھ چلنے والوں سے کہا کہ راستے میں ایک نہر آرہی ہے۔ جس نے بھی اس سے سیر ہوکر پانی پیا وہ میرے ساتھ آگے نہ جاسکے گا۔ لہٰذا حضرت طالوت کے ساتھ جنگ میں وہی جواں مرد شریک ہوئے جنھوں نے سمع وطاعت کے نظم کا مظاہرہ کیا۔
* سورہ ٔ آل عمران رکوع 13 - 18 میں جنگِ اُحد پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ اس جنگ میں اللہ نے مسلمانوں کی شکست کا ذمہ داران حضرات کو قرار دیا جنہوں نے اپنے امیر حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کے حکم کو نہ مانا اور پہاڑی درہ چھوڑ کر نیچے آگئے (آیت: 152)۔ 35 ساتھیوں نے سمع وطاعت کا اصول توڑا لہٰذا فتح شکست میں بدل گئی اور 70 صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے۔
* سورۃ النمل میں ملکہ سبا کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ ملکہ نے جب اپنے ماتحت سرداورں کے سامنے حضرت سلیمانؑ کے خط اور ان کی دعوت کا ذکر کیا تو سرداروں کا جواب سمع وطاعت کے نظم کے عین مطابق تھا :

''ہم بڑے زور آور اور جنگجو ہیں اور اب معاملہ آپ کے اختیار میں ہے آپ دیکھئے کہ کیا حکم دینا چاہتی ہیں''۔ (آیت :33)

◄ احادیثِ مبارکہ سے دلائل :

1- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ خَلَعَ يَدًا مِّنْ طَاعَةٍ لَقِیَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهٗ وَمَنْ مَّاتَ وَلَيْسَ فِیْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَّاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا اللہ کے رسولؐ کو، وہ فرمارہے تھے، جس نے امیر کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا وہ روزِ قیامت اللہ سے اس طرح ملے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی اور جو کوئی مر گیا اس حال میں کہ اس کی گردن میں بیعت کا قلادہ نہ تھا وہ مرا جاہلیت کی موت۔

اسلام سے قبل کا دور، دورِ جاہلیت کہلاتا ہے۔اسلام کے آنے کے بعد تو اب تین ہی صورتیں ممکن ہیں:

i -اسلام غالب ہو اور تمام مسلمانوں نے خلیفۃ المسلمین کے ہاتھ پر بیعت کر رکھی ہو۔

ii -اسلام مغلوب ہو۔اس صورت میں ہر مسلمان کو کسی ایسی جماعت کے امیر کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس جماعت میں شامل ہونا چاہیئے جو پھر سے اسلام کو غالب کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

iii - اسلام مغلوب ہو اور کوئی جماعت ایسی موجود نہ ہو جو پھر سے غلبۂ دین کے لئے کوشاں ہو یا جماعت تو موجود ہو لیکن جماعت کے امیر یا جماعت کے طریقہ کار سے اہم نوعیت کا اختلاف ہو۔ایسی صورت میں اختلاف کرنے والے فرد کو چاہیئے کہ خود داعی بن کر کھڑا ہو اور لوگوں کو اقامتِ دین کی جدوجہد کے لئے اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کرے۔

2 - عَنِ الْحَارِثِ الْاَشْعَرِی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اٰمُرُكُمْ بَخَمْسٍ بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

حضرت حارث الاشعریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا اللہ کے رسولؐ نے "میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جماعت اختیار کرنے کا' سننے کا' اطاعت کرنے کا' ہجرت کرنے کا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا"۔(ترمذی، مسند احمد)

اس حدیث کے آخر میں ہجرت اور جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ہجرت اور جہاد

دونوں کے درجات ہیں۔ایک حدیثِ نبوی کی روشنی میں **افضل ہجرت** ہراس کام کوترک کر دینا ہے جواللہ کونا پسند ہو۔**اعلیٰ ہجرت** یہ ہے کہ جب کسی معاشرے میں بُرائی کے خلاف جدوجہد کرنے والوں کی قوت اتنی بڑھ جائے کہ ظالمانہ نظام کے محافظ ان کی جانوں کے دشمن ہو جائیں اور پھرانہیں اپنی اس سرزمین سے ہی ہجرت کرنی پڑ جائے۔اسی طرح **افضل جھاد** ہے نفس کے خلاف کوشش تا کہ اُسے شریعت پر عمل کا پابند کیا جاسکے۔**اعلیٰ جھاد** اُس وقت ہوتا ہے جب اتنی قوت فراہم کر دی جائے کہ دشمن جہاد کرنے والوں کو کچلنے کے لئے میدان میں آجائے اور جہاد قتال میں بدل جائے۔ظلم اور منکرات کے خلاف منظّم اجتماعی جدوجہد کے بغیر **اعلیٰ ہجرت** اور **اعلیٰ جھاد** کے مراحل آ ہی نہیں سکتے۔اسی لئے حدیث میں پہلے جماعت کے التزام کا حکم دیا گیا اور جماعت کا نظم یہ بتایا گیا کہ سنواور مانو۔اس کے بعد ہجرت و جہاد کا ذکر ہے۔

3- **عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَطَاعَنِی فَقَدْ اَطَا عَ اللّٰـهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَمَنْ اَطَا عَ اَمِیْرِی فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ**

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بے شک فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے جس نے میری اطاعت کی پس اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی پس اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔(بخاری)

ایک متفق علیہ روایت میں یہ آپ ؐ نے عمومی طور پر فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِىْ وَمَنْ يَّعْصِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِىْ

جوامیر کی اطاعت کرتا ہے اس نے میری اطاعت کی اور جوامیر کی نافرمانی کرتا ہے اس نے میری نافرمانی کی۔

4 - **اِنَّهٗ لَا اِسْلَامَ اِلَّا بِجَمَاعَةٍ وَلَا جَمَاعَةَ اِلَّا بِاِمَارَةٍ وَلَا اِمَارَةَ اِلَّا بِطَاعَةٍ**

یقیناً اسلام ہے ہی نہیں بغیر جماعت کے اور جماعت ہے ہی نہیں بغیر امارت کے اور امارت ہے ہی نہیں بغیر (امیر کے احکامات کی) اطاعت کے۔(دارمی)

یہ حضرت عمرؓ سے مروی موقوف حدیث ہے جس سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ غیر جماعتی زندگی دراصل غیر اسلامی زندگی ہے۔ پھر اصل میں وہی اجتماعیت، جماعت کہلانے کی حقدار ہے جس کا ایک امیر ہو اور اس امیر کی اطاعت کی جارہی ہو۔

☆ اجتماعیت کے لئے بیعت کی اساس مسنون ہے:

نبی اور اُمتی کا رشتہ انسانی زندگی کا اہم ترین رشتہ ہے۔ کسی ہستی کو نبی مان لینے کے بعد اس کے ہر حکم کی اطاعت لازم ہے اور نافرمانی سے انسان کا ایمان ہی معتبر نہیں رہتا (سورۃ الاحزاب آیت: **36**)۔ لہذا نبی کریمؐ کو اس کی ضرورت نہ تھی کہ اپنے اُمتیوں سے سمع وطاعت کی بیعت لیں۔ لیکن آپ ؐ نے بعد میں آنے والوں کے لئے ایک سنت جاری فرمائی اور مختلف مواقع پر صحابہ کرامؓ سے بیعت لی۔ اس سلسلے میں چند مثالیں حسبِ ذیل ہیں:

1 - امام نسائیؒ نے اپنے مجموعہ حدیث کی جلد دوم '' کِتَابُ الْبَيْعَةِ '' میں نبی اکرمؐ کی مختلف عنوانات سے مندرجہ ذیل دس بیعتوں کا ذکر کیا ہے :

i - **البيعة على السمع والطاعة** ii - **البيعة على الاثر**

iii - **البيعة علىٰ ان لا ننازع الامر اهله** iv - **البيعة على الموت**

v - **البيعة على القول بالحق** iv - **البيعة على القول بالعدل**

vii - البيعة على النصح لكل مسلم　　viii - البيعة على ان نفر

ix - البيعة على الجهاد　　x - البيعة على الهجرة

2 - **12** نبویؐ میں اہل یثرب سے لیلة العقبة میں بیعت لی گئی- بیعتِ عقبہٗ اولیٰ

3 - **13** نبویؐ میں اہل یثرب سے بیعت لی گئی-- بیعتِ عقبہٗ ثانیہ

4 - **5** ہجری میں غزوہ احزاب سے قبل خندق کی کھدائی کے دوران کا ایک واقعہ جس میں بیعتِ جہاد کا ذکر ہے :

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا　　عَلَی الْجِهَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

''ہم ہیں وہ جنہوں نے محمدؐ کے ہاتھ پر رہتے

دم تک جہاد کے لئے بیعت کی ہے''۔(بخاری)

5 - **6** ہجری میں صلح حدیبیہ سے قبل بیعتِ رضوان (خونِ عثمان کا بدلہ لینے کے لئے)

6- خواتین سے بیعت -- بیعت النساء (سورۃ الممتحنہ :**12**)

☆ اجتماعیت کے لئے بیعت کی اساس ماثور ہے:

اجتماعیت کے لئے بیعت کی اساس ماثور ہے یعنی سلف صالحین سے اسی اساس کا ثبوت ملتا ہے۔ البتہ یہ اصول طے ہے کہ نبی اکرمؐ کے بعد جس کے ہاتھ پر بھی بیعت کی جائے گی وہ بیعت سمع و طاعت فی المعروف ہوگی۔یعنی صرف ایسی باتوں کے ذیل میں امیر کی اطاعت کی جائے گی جو قرآن وسنت کی تعلیمات کے خلاف نہ ہو۔

شخصی بیعت کے حوالے سے اسلاف سے ہمیں حسبِ ذیل مثالیں ملتی ہیں :

1- خلافتِ راشدہ میں چاروں خلفاء کی خلافت بیعت سمع وطاعت کے نظم پر قائم ہوئی۔

2- دور ملوکیت میں حکمران خود کو خلیفہ کہلواتے رہے اور عوام سے بیعت لیتے رہے۔

3 - دورِ ملوکیت میں حکومت کے خلاف تحریکیں بیعت کی اساس پر اُٹھائی گئیں۔جن اصحاب نے یہ تحریکیں برپا کیں وہ حسبِ ذیل ہیں:

i - حضرت حسینؓ بن علیؓ	شہادت **61** ہجری	دورِ بنی اُمیہ
ii - حضرت عبداللہ بن زبیرؓ	شہادت **73** ہجری	دورِ بنی اُمیہ
iii - حضرت زید بن علی بن حسینؓ	شہادت **121** ہجری	دورِ بنی اُمیہ
iv - حضرت محمد بن عبداللہ (نفس ذکیہ)	شہادت **145** ہجری	دورِ بنی عباس
v - حضرت حسین بن علی	شہادت **170** ہجری	دورِ بنی عباس

4 - دورِ ملوکیت میں صوفیاء نے لوگوں کی رشد و اصلاح کے لئے بیعت ارشاد کی بنیاد پر تصوف کے سلسلوں کا آغاز کیا۔

5 - دورِ غلامی میں غیر مسلم حکومتوں کے خلاف آزادی اور احیائے اسلام کی تحریکیں بیعت کی اساس پر چلائی گئیں۔ لیبیا میں سنوسی تحریک، سوڈان میں مہدی تحریک، نجد میں وھابی تحریک اور برعظیم پاک ہند میں تحریک شہیدین کی اساس بیعت پر تھی۔

6 - بیسوی صدی عیسوی میں احیائے دین کے لئے جو تحریکیں شروع ہوئیں اُن میں مصر کی الاخوان المسلمون (امیر حسن البنّی شہیدؒ) اور برعظیم پاک و ہند میں حزب اللہ (امیر مولانا ابوالکلام آزاد) کی بنیاد بیعت پر رکھی گئی۔

1920ء میں شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ نے تجویز پیش کی کہ مولانا ابوالکلام آزاد کو امام الہند مان کر ان کے ہاتھ پر بیعتِ جہاد کی جائے لیکن بعض وجوہات کی بناء پر اس تجویز پر عمل نہ ہوسکا۔

دسمبر **1994**ء میں ڈاکٹر برہان احمد فاروقی صاحب کی کتاب ''علامہ اقبال اور مسلمانوں کا سیاسی نصب العین'' شائع ہوئی۔ اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے انکشاف کیا اور شواہد پیش کیے کہ علامہ اقبال بھی اپنی زندگی کے آخری دور میں جمیعت شبان المسلمین کے نام سے ایک جماعت بنانا چاہتے تھے جس کی اساس بیعت کے اصول پر قائم کرنے کا ارادہ تھا اور جس کا مقصد دین اسلام کا احیاء تھا۔

(ملاحظہ فرمائیے علامہ اقبال کی آخری خواہش، مؤلف: حافظ عاکف سعید)

☆ اجتماعیت کے لئے بیعت کی اساس معقول ہے:

1- دنیا میں کوئی نظام یا ادارہ چل ہی نہیں سکتا جب تک کے اس میں کوئی ایک ایسا عہدیدار یا Cader موجود نہ ہو جس کا فیصلہ حتمی یا حرف آخر ہو۔ یہ ہی وجہ ہے کہ انتظامی حوالے سے یہ بات خواہی نخواہی تسلیم کی جاتی ہے کہ

"Boss is Always Right"

2 - کسی بھی اجتماعیت کے نظم کا تعلق اس کے کام اور ہدف سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی اجتماعیت محض خدمتِ خلق، تبلیغ، تدریس، نشر واشاعت وغیرہ کے لئے بنی ہے اور جس میں کسی قوت سے عملی ٹکراؤ کی نوبت آنے کا امکان نہیں وہاں ڈھیلا ڈھالا نظم بھی چل سکتا ہے۔ البتہ جہاں معاملہ انقلابی نوعیت کا یعنی نظام کی تبدیلی کا ہو اور کسی دشمن سے ٹکراؤ کا اندیشہ بھی ہو وہاں تو سمع و طاعت ہی کا نظم نتیجہ خیز ہو سکتا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ Army Discipline کے لئے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں:

Their's Not to Reason Why

Their's But to Do and Die

3 - دنیا میں آج تک جتنے بھی اہم اور قابلِ ذکر کام ہوئے ان کے پیچھے کسی ایک ہی شخصیت کی رہنمائی وقیادت ہمیں نظر آتی ہے۔ بقول مولانا مودودیؒ :

” کوئی تحریک اس کے بغیر نہیں چل سکتی کہ اس کو ایک شخصیت لے کر چلے جسے تحریک کے اندر بھی دلوں اور دماغوں پر غیر معمولی اثر حاصل ہو اور تحریک کے گردوپیش عام پبلک میں بھی اس کے اثرات پھیلتے چلے جائیں۔ دینی تحریک ہو یا دنیوی، ایک شخصیت کے بغیر اس کا کام نہیں چلتا۔ اللہ تعالیٰ نے خود اسلامی تحریک کے لئے انبیاء کی شخصیتیں سامنے لا کر رکھ دیں اور ان کا غیر معمولی وزن اپنی مشیت ہی سے نہیں، اپنے احکام سے بھی قائم کیا۔ انبیاء کے بعد جب اور جہاں بھی کوئی دینی تحریک اُٹھی ہے ایک شخصیت کے بل پر اُٹھی ہے

اور بڑی بڑی شخصیتوں نے کسی دنیوی غرض کے لئے نہیں بلکہ خدا کے دین کی خاطر یہ ایثار کیا ہے کہ اپنا سارا وزن اس کے وزن میں شامل کر کے اس کا وزن بڑھایا اور گردوپیش کی دنیا میں اس کا اثر قائم کیا''۔

(اقتباس از تحریک جماعتِ اسلامی کا ایک گمشدہ باب صفحہ **316**، مؤلف: ڈاکٹر اسرار احمد)

مثالی نظم جماعت کے لئے شاہکار حدیث

تنظیم اسلامی کے نظم کی اساس

عَنْ عُبَادَةِ بْنِ الصَّامِتِ ؓ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَعَلٰى اَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَعَلٰى اَن لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ وَعَلٰى اَن نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ اَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ

عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت کی سننے اور اطاعت کرنے کی مشکل اور آسانی میں' دلی آمادگی اور ناگواری میں اور خواہ کسی کو ہم پر ترجیح دے دی جائے اور یہ کہ ہم ذمہ دار حضرات سے نہیں جھگڑیں گے اور یہ کہ ہم جہاں کہیں ہو ں گے حق بات ضرور کہیں گے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔(متفق علیہ)

☆اجتماعیت کے انتخاب کے لئے معیارات:

1 - اعلانیہ مقصد (Declared Goal) دین کو مکمل نظامِ زندگی کے طور پر قائم کرنا ہو

2- بنیاد انتہائی منظّم یعنی بیعتِ سمع وطاعت (Listen & Obey) کے نظام پر ہو

3- دعوت اور نظامِ تربیت میں قرآنِ حکیم کو مرکزی اہمیت حاصل ہو

4 - قیادت کی سیرت وکردار پر اعتماد ہو

5- انقلاب کے لئے طریقہء کار سنّتِ نبوی ﷺ سے ماخوذ ہو